

قیمت سالانہ ۳ — رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۶ — ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۱۸ امئی ۱۹۱۷ء — نمبر ۲۰

گلدستۂ اخبار

امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس میں جو شملہ میں ہوگا اُس میں سینٹوگراف تھیٹروں کو لائسنس دیئے جانے کا بل پیش ہوگا۔

سینٹ جان امبولنس ایسوسی ایشن میں ۱۱ مارچ کے اندر ۲۷۳۹ روپیہ ۳ آنہ ۳ پائی عطیات دیئے گئے۔ اس نقد امداد کے علاوہ ہر قسم کی اشیاء خوردنی و پوشیدنی بکثرت عطا کی گئیں۔

کیمورا نامی ایک جاپانی عالم بدھ مت کی تعلیم اور سنسکرت زبان کے مطالب کے لئے اپنی گورنمنٹ سے وظیفہ حاصل کر کے کلکتہ میں آیا ہوا ہے۔

وہ اپنے ساتھ بدھ مت کی تریپتاکا کے چینی ترجمہ کی تیس جلدیں لیکر واپس جا رہا ہے۔

یہ کتابیں اب ٹوکیو کی یونیورسٹی نے کلکتہ یونیورسٹی کی نذر کردی ہیں

انڈیا ڈیفنس فورس کے متعلق پہلی دفعہ دوسری کلکتہ رائفلس کے دو شخصوں کو ۴۸ گھنٹے کی ڈیل کی سزا ملی ہے۔

بغداد میں ترک۔ فارسی۔ یہودی۔ عربی کُردی۔ سریانی۔ کسدی اور ارمنی باشندے آباد ہیں

گورنمنٹ ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ انگلستان اور ہندوستان کے درمیان انگریزی ڈاک ہفتہ وار کی بجائے پندرہ روزہ ہو جائے۔

ہز ہائنس والی نظام حیدرآباد نے ۷۵ لاکھ روپیہ جنگی قرضہ میں دیا ہے۔

جو لوگ جنگی قرضہ میں بلا سود روپیہ دینا چاہتے ہیں ان کے لئے سرکار نے علیحدہ بندوبست کر دیا ہے۔

خوشی کی بات ہے کہ امسال انٹرنس کے امتحان میں مشن سکول لودیانہ سے جتنے مسیحی لڑکے گئے تھے وہ سب پاس ہوگئے۔

مصر کی فصلی حالت میں معمول سے قریب ۲۰ فیصدی ترقی ہوئی ہے۔

پنجاب میں بارانی فصل کی حالت اوسط سے کم ہے۔ اور آبپاشی کی فصل اوسط درجہ کی ہے حال کی بارشوں سے قدرے فصل کا نقصان ہوگیا ہے۔

نرخ گندم راولپنڈی ۹ فیروزپور ۱۰ لاہور ۱۰ لائلپور ۱۰½ اور انبالہ میں ۱۰ و ۱۱ سیر فی روپیہ ہے

ترکی لوگوں نے یافہ میں عین فسح کے دن یہودیوں کو لوٹ کر وہاں سے بھگا دیا۔ اُن پر سخت تشدد ہو رہا ہے۔

اٹالین مشن نیویارک (امریکہ) میں پہنچ گئی ہے برٹش مشن کے مسٹر بالفور اور دیگر ممبران کا بڑی گرمجوشی سے امریکہ میں استقبال کیا گیا۔

امریکہ کے سوشیالسٹوں نے جرمنی کو اعلان بھیجا ہے کہ دنیا کی جمہوری سلطنت جرمنی کیساتھ برابر جنگ کرتی رہیگی تاوقتیکہ جرمنی زیر ہو جائے۔

تار برقی

روسی رزمگاہ

لنڈن ۱۰ مئی ۔ ایک روسی بے تار کی خبر کا ایک سرکاری مراسلہ بیان کرتا ہے کہ دشمن نے جھیل ناروکز کے جنوبی سمت کو سٹا ہوس پیا ہک گاس کا حملہ کیا۔

ترکوں اور کردوں کی تین کمپنیوں نے بدھ کے روز ارزنجاں کے جنوب مغرب میں دریائے فرات کے دونوں کناروں پر اور کیلکیں درہ کے علاقہ میں ایک حملہ کیا۔ مگر ان کا جارحانہ حملہ موقوف کر دیا گیا ہم نے منگل کے روز سنے اور نخچیبن کے درمیان درہ گزنگل کے علاقہ میں ایک مورچے کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اور بعد میں اور کئی مورچے لے لئے۔ مگر ترکی کمک نے رات کے وقت ہم کو اپنے ہی مورچوں پر پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کر دیا۔ ہم مدیان کے قریب ۳ مئی کو دریائے دیالا سے عبور کر گئے اور کفری کے سمت کو آگے بڑھ گئے ہماری فوجیں جو شر اور عارغہ کے درمیان دریائے دیالا کے ایک گذرگاہ سے گذر گئے۔

انگریزی مغربی محاذ

لنڈن ۱۱ مئی ۔ سر ڈگلس ہیگ امشب کو رپورٹ دیتا ہے کہ آج علی الصبح دشمن نے دریائے سوچز کے جنوبی سمت میں تیسرا حملہ کیا۔ بیرن گیمفیول کی سخت لڑائی کے بعد متواتر حملات کے زور کی وجہ سے ہم محاذ کے ایک حصہ پر پسپا ہو جانے کو مجبور ہوئے۔ مگر سہ پہر کو ہم نے بالمقابل حملہ کر کے اپنی خندقیں واپس لے لیں۔ دشمن کا نقصان تین حملوں میں بہت ہی بڑا تھا۔ ہماری حالت غیر مشغول ہے۔ بدھ کے روز تین جرمن ہوائی جہاز نیچے آتار لئے گئے۔ اور تین بھگا دیئے گئے۔ ہمارے دو جہاز نہیں ملتے

لنڈن ۱۲ مئی ۔ سر ڈگلس ہیگ اس سہ پہر کو رپورٹ دیتا ہے۔ ہم نے گزشتہ رات اور اس صبح گریلکورٹ کے مضافات میں ہنڈن برگ کی لائن پر نہایت کامیابی کے ساتھ حملہ کیا۔ اور نیز اراس کمبری سڑک پر جم کر بیٹھ گئے۔ اور دریائے سکارپی پر بھی کامیاب حملہ کیا اور اپنے مقاصد حاصل کئے۔ ہم نے کئی سو آدمی پکڑ لئے۔ لیمپارز کے مغرب کی جانب رات کے وقت جو مقامی لڑائی ہوئی وہ ہمارے حق میں رہی۔ ہم نے پیرس کے مغرب کی جانب بھی کامیاب یورش کی۔

لنڈن ۱۲ مئی ۔ اس رات کو سر ڈگلس ہیگ رپورٹ دیتا ہے کہ گذشتہ رات کے حملوں کی مزید تفصیل ہمارے کاموں کی کامیابی کی تصدیق کرتی ہے۔ کل شام کے وقت بولکورٹ کے گرد و نواح میں دشمن کی بڑی بھاری فوجیں فراہم ہوتی ہوئی نظر آئیں۔ ہمارے توپ خانوں نے اُن کی بری طرح خبر لی۔ اس لئے اُن کا حملہ نہ ہو سکا۔ بعد کو ہم نے حملہ کیا اور ساری رات لڑائی کرنے کے بعد ہم بولکورٹ نامی گاؤں پر قابض ہو گئے۔ جنگ جاری ہے۔ جو حملہ دشمن نے ہمارے نئے مورچہ پر کیا تھا۔ اس کو ہمارے توپ خانہ نے منتشر کر دیا۔ ہم نے اراس کیمبرائی سڑک پر ۱۲۰۰ گز کی خندق پر اپنا سکہ جما لیا۔ جہاں کیوارٹی فرم کے بڑے مضبوط مضبوط مورچے شمال میں۔ ہم نے گزشتہ رات سو وکس قبرستان اور کیمیائی کارخانوں پر سخت یورش کی اور اس گرد و نواح میں ۱½ میل کے طولانی محاذ پر کے مورچے سر کرتے ہوئے آج اور زیادہ آگے شمال کیجانب بڑھتے چلے گئے۔ ہم نے سات سو آدمی اور ایک تعداد خندقی توپوں اور کلدار توپوں کی لے لیں۔ ہم نے کل سات جرمن ہوائی جہاز ہلاک کر دیئے اور پانچ جہازوں کو آپے سے باہر کر کے نیچے آتار لئے۔ ہمارے چار ہوائی جہاز نہیں ملتے۔

لنڈن ۱۳ مئی ۔ ایک انگریزی مراسلہ راوی ہے سینٹ کوئنٹین کے شمال مغرب اور لیوگھر کے شمال مشرق میں گذشتہ رات طلاؤں کی سات مٹ بھیڑ ہوئی۔ ہم نے اپنے مورچے کئی جگہوں پر آگے کر لئے۔ اور دشمن کا بہت سا نقصان کیا بولکورٹ پر لڑائی ہو رہی ہے۔ ہم نے دریائے سکارپی تھوڑا سا جنوب کی سمت کو اپنی لائن آگے بڑھائی ہے اور اس دریا کے شمال کیجانب گرنیلینڈ پہاڑی کے مغربی ڈھلوانوں پر اپنا مورچہ باندھ لیا ہے۔ ریوکس قبرستان پر جو دشمن نے بالمقابل حملہ کیا تھا۔ اُس کو ہم نے پسپا کر دیا۔ اور بہت سے قیدی گرفتار کر لئے۔

فرانسیسی محاذ

لنڈن ۱۲ مئی ۔ فرانسیسی مراسلہ مظہر ہے کہ سیری آین نوناییس کے علاقہ میں سخت گولہ باری کے بعد جو دشمن نے اس گاؤں کے دونوں طرف حملے کئے تھے وہ ہم نے اپنے توپخانہ اور کلدار توپوں سے پاش پاش کر دیئے۔ اس گاؤں سے مغرب کی جانب دشمن نے دو صد گز کی خندقوں پر قبضہ کر لیا۔ مگر ہم نے اُس کو فوراً نکال دیا۔ محاذ کے اس حصہ پر سخت گولہ باری ہو رہی ہے۔ ہم نے دشمن کے پانچ ہوائی جہاز نیچے آتار لئے اور چار دیگر جہازوں کو سخت مجروح کر کے نیچے آنے پر مجبور کر دیا۔



اڈیٹوریل نوٹس

خدا کے وعدے

دنیا میں وعدہ ایک خاص اور ضروری رتبہ رکھتا ہے۔ انسان کا روزمرہ کا کام وعدوں ہی پر مبنی ہے۔ انسان کا گزارہ ہی وعدوں پر ہے۔ یہ کہنا کہ ہم وعدہ پر بھروسہ نہیں رکھتے محض وعدہ پر ہمارا اعتبار نہیں ہے۔ کلام الہٰی اور شبانہ روز کے تجربہ کے بالکل خلاف ہے۔ حتیٰ کہ مذاہب کی بنیاد بھی وعدوں ہی پر ہے۔ وعدہ کے معنی ہے کسی نیک بات کا ہم پر وارد ہونا۔ جو ابھی ہمارے قبضہ تصرف میں نہیں ہے۔ وعدہ ہمیشہ نیک بات کا ہوا کرتا ہے۔ بری چیز کا نہیں۔ تمام حکومت کے معاملات کی بنیاد وعدہ پر ہے۔ روزمرہ کا لین دین اور گھر کی زندگی کے معاملات۔ اور دیگر زندگی کے تعلقات کا انحصار وعدہ پر ہی ہے۔ بیاہ شادی اور تمام بیوپار کا انتظام وعدہ ہی پر ہوتا ہے۔ بادشاہ اور قوموں کے عہدنامے۔ اور اقرارنامے۔ چک اور ہنڈیاں۔ الغرض دنیا کے سارے کاروبار وعدہ ہی سے چلتے ہیں۔ بعینہٖ دنیا اس قدرت سے مسیح کے وعدہ ہی پر پایان تک پہنچتی ہے۔ حتیٰ کہ انسان کی برگشتگی سے لے کر خداوند مسیح کی آمد تک وعدوں ہی کا ایسا وسیع محراب کھنچا ہوا ہے کہ دنیا کی نجات کی عمارت خدا کے اسی وعدہ پر تعمیر ہوئی ہے۔ وعدوں کا سلسلہ ابتدا سے آج تک چلا آتا ہے۔ اور زمانہ حال سے دنیا کے آخر تک ایسا ہی چلا جائیگا۔

خدا کے وعدے ایک زندہ مشخص ہستی کے وعدے ہیں۔ نہ کہ محض خیالی ڈھکوسلے۔ خدا ہم سے وعدے کرتا ہے۔ اور ہم اُن وعدوں پر بھی ایمان لاکر اُس سے رفاقت حاصل کرتے ہیں۔ وعدہ مثل اُس رسّے کے ہے جو جہاز پر سے کسی آدمی کی طرف جو سمندر میں ڈوب رہا ہو پھینکا جائے۔ اور جس کو وہ پکڑ کر جہاز پر آسکتا ہے۔ اور لوگ اُس کو جہاز پر اپنے پاس کھینچ لے سکتے ہیں۔ اسی طرح وعدوں کے ذریعہ سے روح القدس ہم کو کھینچ کر ذات الہٰی میں شریک کر دیتا ہے۔

مصر میں مسیحیت کس کے ذریعہ سے پہونچی

تاریخ کلیسیا کا نہایت قدیم بیان وہ ہے جو یوسبی اُس تاریخ نویس نے اپنی تاریخ کلیسیا میں لکھا ہے۔ وہ اپنی کلیسیا کی تاریخ میں مرقس انجیل نویس کا ذکر کرکے ۱۶ ویں باب میں تحریر کرتا ہے کہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسی مرقس نے جو مصر میں سب سے پہلے بھیجا گیا تھا وہاں اُس انجیل کی اشاعت کی جو اس نے خود لکھی تھی۔ اور پہلے پہل شہر سکندریہ میں کلیسیا میں قائم کیں۔ اور وہاں ایماندار مردوں اور عورتوں کی بہت بڑی گروہیں ابتدا ہی میں جمع ہوگئی تھیں کہ بوجہ اُن کی غایت درجہ کی فلسفیانہ تعلیم اور ریاضت کے فائلو نے اُن کی کوششوں۔ اُن کی جماعتوں اور اُن کی ضیافتوں۔ الغرض ان کی تمام طرز رہائش کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ اُس کے تذکرات میں مناسب تھا۔

کیا یہ خداوند کے اُس فرمان کی تکمیل نہ تھی جو اُس نے اپنے صعود آسمانی کے عین وقت پر اپنے رسولوں کو دیا تھا۔ کہ لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤگے اور یروشلم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں۔ بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے۔" (اعمال ۱: ۸)

نور افشاں

معظمی مخدومی مسٹر ٹی۔ ایس۔ ٹھاکر صاحب میرٹھی مقام جبلپور سے تحریر فرماتے ہیں:-

یہ امر یقینی ہے اور تمام مسیحی اس سے واقف ہیں کہ نور افشاں ہی ایک ایسا اخبار ہے جو فی زمانہ اخباری دنیا میں مسیحی دین کے متعلق مذہبی خدمت کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے رہا ہے اس کی خدمات اہل نظر سے مخفی نہیں خصوصاً اس کی تنگی اور مہنگائی کے وقت میں جبکہ جملہ سامان جو اخبار کی اشاعت کے لئے مہیا کیا جاتا ہے۔ گراں ہیں۔ ہمیں مسٹر تائب (طوریانوی) اور پادری آر۔ ایم واعظ صاحب کی رائے سے اتفاق ہے۔ جو ان ہر دو صاحبان نے نور افشاں کی بابت لکھا ہے۔ اس میں کلام نہیں ہے کہ اخبار ہذا نے اپنی زندگی میں بہت سے انقلاب دیکھے ہیں۔ صدہا مشکلات کا سامنا کیا ہے۔ صدہا مرتبہ دیگر مذاہب کے معترضوں کے جوابات معقول دے کر اُن پر مسیحی دین کی سچائی کا سکہ جمایا ہے۔ ہم جب گذشتہ برسوں کی خدمات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو یہ صفائی سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعی نور افشاں اپنے ہر پہلو میں روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ اور موجودہ حالت سے ہم کو بڑی خوشی اور مسرت معلوم ہوتی ہے۔ کہ اُس نے علمی مشاغل اور دینی خدمات کا پورا بوجھ اور وصہ اپنے اوپر فرض سمجھا ہے۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ فی الحقیقت اخبار نور افشاں بہت ہی دلچسپ اور مفید عام اخبار ہے حقیقی نور مسیح کی تیز شعاعیں

بذریعہ اخبار ہذا دیگر مذاہب کے تیرہ و تاریک گہری غاروں میں پہونچ رہی ہیں۔ اور وہ مسیحی دین کی تعلیمات سے متاثر اور مستفید ہو رہے ہیں۔ ہم اس امر کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اخبار نورافشاں کے اس قدر دلچسپ اور مفید ہونے کا سبب اس کے لائق تجربہ کار پادری کیول سنگھ صاحب ام سد معو ہیں۔ آپ کی تحریرات نئی طرز اعلیٰ پایہ کی اور مضامین گہرے اور بلند تر ہیں۔ جو آرٹیکل آپ کی قلم سے نکلتا ہے وہ مسیحی دین کی معلومات کا کافی ذخیرہ ہوتا ہے اور در اصل لائق ایڈیٹر کی محنت اور جانفشانی اور فکر معانی نے اخبار میں نئی زندگی اور تازہ روح پھونک دی ہے ایڈیٹر صاحب کے لیڈنگ آرٹیکل نئے انداز اور مشرقی و مغربی رنگ میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ ہم ایڈیٹر صاحب کو آپ کی قابلیت اور توجہ خاص کے لئے مبارکباد دیتے ہیں۔

"اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ"

مشورہ — آگے چلکر ہمارے معزز اہل الرائے صاحب ہمیں ذیل کا مشورہ دیتے ہیں جس کی تعمیل ہم بمقدور کرنے کا وعدہ کرتے ہیں وھو ہذا۔

"اخبار کی ترتیب بھی چنداں غیر موزوں نہیں ہے تاہم اپنے معزز ایڈیٹر صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ ہر ہفتہ مضامین کا خاص لحاظ اور انتظام کیا جائے۔ یعنی نظم و نثر دونوں اقسام کے کلام شایع ہوا کریں۔ اور اگر ہو تو چند خاص اور چیدہ اشخاص جو اعلیٰ درجہ کے مضمون نویس اور اہل قلم ہیں اور جن کے نام یہاں نمونہ کے لئے ہم نقل کرتے ہیں۔ مثلاً پادری آر ایم واعظ صاحب۔ مسٹر ثاقب شاکر وغیرہ کو مضمون نگار بنایا جاوے۔ تو ایک اچھی بیان، سوانحعمری۔ قصے و کہانیاں گاہے بگاہے شایع کئے جائیں۔ اخلاقی نظمیں ضرور شایع ہوں۔ تو میری سمجھ میں دو چند فائدہ ہوگا۔ ہم اپنے ان احباب سے جن کو اخبار نویسی کے گر یاد ہیں درخواست کرتے ہیں کہ آیندہ کو اخبار کے لئے تازہ افکار اور مضامین ارسال فرما کر ایڈیٹر صاحب کی ہمت و حوصلہ افزائی کرنا لازم ہے۔ اور پبلک کو فایدہ پہونچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا چاہئے۔ اس کی نظیر ہم کو غیر اقوام یعنی غیر مسیحیوں۔ (ایڈیٹر) سے سیکھنا چاہئے۔ مسیحیوں کا یہ خاص فرض ہے کہ جس طرح ممکن ہو مسیحی سوسائٹی کو فایدہ پہونچانے کا خیال مدنظر ہو۔ اور اس پر عملدرآمد ہو۔ اس لئے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے اعضا ہیں۔ خدا برکت دے۔"

غیر قوم اور مسیحی — آجکل دستور ہے کہ عام مسیحی لوگ غیر مسیحیوں کو ہمیشہ "غیر اقوام" کے لفظ سے مخاطب کیا کرتے ہیں۔ جو ہماری دانست میں درست نہیں ہے۔ کیونکہ ہندو مسلمان اور دیگر قومیں جو ہندوستان میں آباد ہیں وہ ہمارے ہموطن اور ہم قوم ہیں۔ ہم سب ہندوستانی مسیحی انہیں میں سے ہیں۔ وہ ہمارا گوشت اور خون ہیں کیا ہم کسی وجہ سے ان کو غیر اقوام کہنے کے مجاز ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگرچہ وہ ہمارے ہم مذہب نہیں تو بھی ہم قوم تو ہیں۔ اور ضرور ہیں۔ کیا ہم سوائے مذہب کے کسی بات میں ان سے علیحدہ ہو سکتے ہیں؟ ہرگز ہرگز نہیں بیشک یوروپین۔ امریکن۔ افریقین چینی جاپانی غیر قومیں ہیں خواہ وہ ہم مذہب ہی کیوں نہ ہوں۔ ہم ان کیساتھ اور وہ ہمارے ساتھ کسی صورت سے نہیں مل سکتے زمانہ اور تجربہ اور تمیز اس امر کے زندہ شاہد ہیں۔ اگرچہ مذہبی نقطہ خیال سے ہم ان کے ساتھ نہیں مل سکتے تو وہ بھی اور ہم ایک ہیں۔ اس مذہبی نقطہ خیال سے کیا مسلمان ہندوؤں کے ساتھ اور ہندو مسلمانوں کے ساتھ اور سکھ ان کے ساتھ اور وہ سکھوں کے ساتھ مل سکتے ہیں؟ صریح جواب یہی ہوگا کہ نہیں۔ لیکن کیا وہ ایک دوسرے کے "غیر قوم" ہیں؟ اس کا جواب بھی وہی سابقہ صورت رکھتا ہے جو اقبل سوال کا ہے۔ کیا مسلمان ہندوؤں کو اور ہندو مسلمانوں کو "غیر قوم" کہنے کے مجاز ہیں؟ بالکل نہیں۔ جو نسبت ان کو آپس میں ہے۔ وہی نسبت ہم کو ان سے اور ان کو ہم سے ہے۔ جب کوئی مسیحی کسی ہندو مسلمان بھائی کو "غیر قوم" کہتا ہے تو وہ ضرور اپنے آپ کو ہندوستانی نہیں خیال کرتا ہوگا۔ اور اگر ان کو غیر قوم بھی کہے اور اپنے آپ کو ہندوستانی بھی کہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے! شاید بعض مسیحی کہیں گے کہ خداوند اور اس کے رسولوں نے غیر مسیحیوں کو غیر قوم کہا ہے۔ تو اس کے لئے یہی جواب ہو سکتا ہے۔ کہ وہ بلحاظ یہودیوں کے کہا گیا ہے۔ اور سچ مچ یہودیوں کے لئے دوسری قومیں غیر قوم تھیں اور ہیں ان کے سامنے ہم بھی غیر قوم ہیں اور وہ ہمارے سامنے غیر قوم ہیں۔ کیونکہ ہماری اور ان کی قومیت بالکل متفرق ہے۔ اور ایسی ہی تا ابد رہیگی۔ اگر وہ مسیحی ہو جائیں اور آپس میں بیاہ شادی کے رشتہ سے جڑ جائیں تو وہ بھی ایک قوم ہو جائیں گے۔ ورنہ قومیت کے لحاظ سے علیحدہ رہیں گے۔ جیسا کہ یوروپین لوگ اگرچہ مذہب کے لحاظ سے ایک ہیں تو بھی شادی بیاہ کے لحاظ سے ہماری قومیت سے خارج ہیں۔ بائیبل ہم کو ایسا نہیں سکھاتی اور نہ ہی تمیز گواہی دیتی ہے ہماری دانست میں ہندوستانیوں کو جو مسیحی نہیں ہیں "غیر قوم" کہنا کسی نہج سے درست نہیں۔

قطبین پر دن رات

قطبین پر ۲۴ گھنٹے کا دن رات نہیں ہوتا جیسا کہ اور جگہوں پر ہوتا ہے۔ بلکہ بڑے طول طویل دن رات ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک جہاز کا کپتان کہتا ہے کہ وہاں ۱۰ مارچ کو آفتاب طلوع ہوتا ہے اور اس سے پہلے ۴۷ دنوں کی صبح کاذب دکھائی دیتی ہے یعنی ۲۹ جنوری سے سورج کی روشنی کا آغاز ہوتا ہے۔ اور ۲۵ ستمبر کو سورج غروب ہوتا ہے۔ اور ۴۸ دنوں کی نیم شام کے بعد ۱۲ نومبر کو رات ہو جاتی ہے۔ اور ۶۷ دنوں تک رہتی ہے اور ۱۹۴ دن تک آفتاب افق سے اوپر رہتا ہے پس قطبین پر سال کی تقسیم ہوتی ہے۔ یعنی ۱۹۴ دنوں کا دن ۶۷ دنوں کی رات ۴۷ دنوں کا تڑکا ۴۸ دنوں کی شام۔

۱۷۱ دنوں تک جبکہ سورج بالکل نہیں ہوتا اس وقت چاند کی روشنی سے روشنی ہوتی رہتی ہے۔ کیونکہ ہر قمری مہینے کے ۱۴ دنوں تک مہتاب ہمیشہ افق سے اوپر رہتا ہے۔ اور چاند عموماً اپنے پہلے ربع میں طلوع ہوتا رہتا ہے۔ اور اپنے آخری ربع میں غروب ہو جاتا ہے۔ نور اور تاریکی کی اس غیر مساوی مقدار کی، ۱۹۴ دنوں کے دن اور ۱۷۱ دنوں کی رات کی وجہ بتائی جاتی ہے کہ تاریکی روشنی کی یہ زیادتی زمین کے جھکاؤ اور صورت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور یہ جھکاؤ سردی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ سورج بہت دنوں تک منطقہ بارد میں ہوتا ہے۔ جبکہ وہ زیادہ سے ایک درجہ نیچے افق سے ہوتا ہے۔

ہم افغانستان کو نقل اور سے فراموش نہ کیجئے

جرمن تاخت و تاراج

جرمن رجعت میدان میں جاری ہے۔

انگریزی فوجیں اس کو برابر پیچھے ہٹائے چلی جا رہی ہیں۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ جرمن نے اپنی اس مایوسانہ پسپائی میں اخلاق اور تہذیب اور انسانیت کو قطعی لاجلی دیدی ہے۔ فرانس سے پیچھے کو ہٹتے ہوئے وہ غضب ڈھا رہا ہے۔ اور وہ بھی معصوم عورتوں اور بچوں پر اور بے ضرر سویلینوں پر۔ یہاں تک ہی اس نے کفایت نہیں کی۔ بلکہ تمام بیش قیمت تاریخی یادگار عمارتوں اور تمام پرائیویٹ املاک کو زمین دوز کرتا ہوا واپس چلا جا رہا ہے۔ اور وہاں کے باشندوں پر اندھا دھند ہاتھ صاف کر رہا ہے۔ تمام شہر اور قصبے خاک کے تودے بنا دیتا ہے۔ گھروں کو جلا دیتا ہے۔ گھروالوں کے تمام مال و اسباب اپنے ہمراہ لیجاتا ہے۔ میوہ دار اور پھلدار درختوں کو ایسا کاٹ ڈالتا یا ایسا بے ثمر کر دیتا ہے کہ آئندہ ان میں پھل ہی نہ آسکیں۔ کنوؤں اور چشموں میں زہر ملا دیتا ہے۔ نسبتہً بہت ہی کم باشندوں کو زندہ رہنے دیتا ہے۔ اور ذرہ بھی خوراک اُن کے پاس رہنے نہیں دیتا جب دشمن کا قبضہ اُن ذخائر پر ہو جاتا ہے۔ جو غیر جانبدار قوموں نے شہریوں کے لئے مہیا کئے ہوئے ہوتے ہیں تو وہ سب کا سب لے جاتا اور اہل شہر کو بھوکوں مرنے کے لئے چھوڑ جاتا ہے۔ اس طرز عمل سے بھلا اُس کے دشمنوں کا کیا نقصان ہو سکتا ہے جو عموماً جنگ میں جائز متصور ہوتا ہے۔ واقعی یہ جنگ نہیں بلکہ تاخت و تاراج ہے۔ یہ اُس قوم کے ظالمانہ کارنامے ہیں۔ اور اُن لوگوں کی کارستانیاں ہیں جو جنگ سے پہلے سب سے بڑے اہل علم، فضل، اور صنعت کار اور ہمدرد

انسان ہونے کا دم بھرتے تھے۔ مگر اب غایت درجہ کی وحشت اور حیوانیت سے بھی چار ہاتھ آگے بڑھ گئی ہے۔ ہمیں خدا کا اور اُس کا انتہائی ممنون دل و جان سے شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ کہ اُس نے ہمیں ایسے بے رحم اور وحشت سے بھرے ہوئے موذی سے پناہ میں رکھا ہے۔ لازم ہے کہ ہم ہر طرح سے اپنی سرکار کی مدد کرتے رہیں اور اس کے قیام اور عروج کے لئے خدا سے دعا کرتے رہیں۔

ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال کا نیا حکم

بیگم صاحبہ بھوپال ایک نہایت ہی پاکیزہ اور بیدار مغز حاکم ہے۔ جس کو اپنی رعایا کی بہبودی کا ہمیشہ خیال و دامنگیر رہتا ہے۔ اور ہر قسم کی ممکن اصلاح کے درپے رہتی ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے اپنے علاقہ میں اس مضمون کا اعلان کیا ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان شراب پیتے ہوئے یا شراب ہاتھ میں لئے ہوئے یا شراب خانہ میں بیٹھا یا نشہ کی حالت میں ملے تو پولیس فوراً اُس کا چالان کر دے اور مجسٹریٹ مقدمہ کی تحقیقات کے بعد ملزم کو ایک ہفتہ کی قید سخت اور جرمانہ کی سزا دے۔ ایسا اور گو ضروری حکم بیگم صاحبہ نے اپنے قلمرو میں نافذ کرکے واقعی عمدہ نمونہ دکھایا ہے دیکھیں ہندوستان کی دوسری مسلمان ریاستیں آپ کے نمونہ کی تقلید کرتی ہیں یا نہیں۔

آریہ سماجی شدھی اور اُس کا نتیجہ

آریہ گزٹ کے ایک نزدیک ہی کے پرچہ میں ایک آریہ سماجی ودیارتھی

مہاشہ کیدارناتھ برن ویر پرستقا پر ایک لمبا چوڑا مضمون لکھتے ہوئے یوں کہتا ہے کہ زبانی طور سے عالمگیر دھرم بتاتے ہوئے ہم کسی عیسائی یا مسلمان کو شدھ کر لیتے ہیں۔ مگر اس کے سوشل حقوق دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ بھلا یہ کب ممکن ہے کہ وہ آدمی ہفتہ میں دو گھنٹے ساتھ بیٹھنے پر ہی اکتفا کریگا؟ کبھی نہیں۔ ایسا توقع کرنا اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے۔ اب ہم نے تجربہ سے اسباب کو پورے طور سے ثابت کر دیا ہے اور یہ خیال سا ہو گیا ہے۔ کہ آریہ سماج میں قوت ہاضمہ کی کمی ہے۔ یہی نہیں آپ تو شرما، ورما، بھلہ، گپت اور ستھی، سائنی، ہوتری وغیرہ اپنے ناموں کیساتھ کر کے سوشل جنہ ہونے پر بھی لگا دیں۔ جنم سے اپنی برتری ہندو قانون کی رو سے ثابت کریں۔ اور ان پدویوں کو اپنی موروثی گدی اپنے وارثوں کے لئے چھوڑ جانا چاہیں۔ مگر ان بیچارے بھائیوں کے لئے جاویں کونسی تدبیر ہے؟ وہ آپ کے دیئے ہوئے ستیہ پال نام کے ساتھ کیا لگا دیں۔ شرما لگا دیں تو شرما جی ناخوش ہوں ورما لگا دیں تو ورما جی جل بھن جائیں۔ گپت کیطرف نظر ڈالتے ہی گپت جی اپنا رجسٹری دستاویز دکھلا کر دعوے ٹھونکنے کے لئے تیار ہو جاویں"۔

اس کی تائید میں ۲۸ بیساکھ کے آریہ گزٹ میں گوجرانوالہ میں چار ہزار پچاس ڈوموں کی شدھی کا ذکر کرتے ہوئے ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں "لیکن ان لوگوں کو پہلے کی طرح محض شدھ کر کے نہیں چھوڑ دینا چاہیے" "پہلے کی طرح" کے کیا معنی؟ یہی کہ اکثر ان کی پہلی روش اور برتاؤ اپنے شدھ ہوئے ہوئے لوگوں کے ساتھ سب پیچ ہے وہ یاتھی مہاراج کے بیان کے مطابق "آریہ سماج میں قوت ہاضمہ کی کمی ہے" اور ہونی بھی چاہیے۔ کیا یہ ورما شرما اپنے جاتی ابھیمان کو بالائے طاق رکھ کر اپنے نو آریہ سماجیوں کو آج سوشل حقوق دینے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ یہ ان کی کل پر بٹہ لگانا ہوگا۔ اور ایسوں کے ساتھ "سوشل" تعلقات پیدا کرنے سے ان کے خاندان کی بڑی بھاری ہانی ہوگی۔ کیا یہ برن سنکر نہ ہوگا؟ آریہ سماجی مہرشی دیانند جی کے اس اُپدیش کے پورا کرنے سے شرماتے ہیں کہ کلجگ میں ورن سنکر ہو جائیگا ✦

ایک مسیحی ماہواری رسالہ

ہم اس خبر مسرت اثر کو سنکر بڑے خوش ہیں اور وہ خوشخبری اپنے معزز ناظرین تک بڑی خوشی کے ساتھ پہنچاتے ہیں کہ ہمارے ایک مسیحی بھائی نے ایک ماہواری رسالہ جاری کرنیکا پورا انتظام کر لیا ہے۔ ۲۸ جون کو اس کا پہلا نمبر شائع ہوگا۔ اس رسالہ کا نام المسیح رکھا گیا ہے۔ اس کے مقاصد یہ ہیں (۱) عیسائیوں کے علمی اور عملی کارنامے اور دنیا پر مسیحیت کے لطائف (۲) ہندوستانی مسیحیوں کی روحانی اور جسمانی ترقیات کے وسائل مہیا کرنا۔ (۳) غیر ممالک کے بزرگان ملت کی اعلےٰ تصنیفات کے تراجم کی اشاعت (۴) غیر مسیحیوں (خصوصاً مسلمان بھائیوں) کو احسن طریق پر اور خوش اسلوبی کے ساتھ مسیحی مسائل سمجھانے کی کوشش کرنا۔ (۵) پیدائش کی کتاب سے لے کر مکاشفہ کی کتاب تک مسلسل آیات پر غور و فکر کے ساتھ انکا دیگر مذہبی کتب سے مقابلہ کرتے ہوئے تفسیر کرنا۔ قیمت سالانہ عہ دو روپیہ ہے۔ کل درخواستیں بنام ایڈیٹر "المسیح"، کوٹھی پروفیسر سراج الدین صاحب بی۔ اے میکلوڈ روڈ لاہور بھیجنا چاہیئے۔

ہمارا مشورہ

ہم نہایت خوش ہیں کہ ہمارے ہندوستانی مسیحی بھائیوں کے اندر بھی اب وہ روح کام کرتی ہوئی نظر آنے لگ پڑی ہے۔ جو ہمارے دیگر ہموطنوں میں کام کر رہی ہے۔ یعنی ترقی کرنے کی روح اور تحریک۔ قومی ترقی کے وسائل میں سے ایک اخبارات اور ماہواری رسالجات وغیرہ کا جاری کرنا ہے۔ جن سے ہر شعبہ زندگی میں تبادلہ خیالات ہوتا ہے مختلف ممالک کے حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ اقتصادی اور تمدنی اور مذہبی عالم کی ہوا لگتی ہے۔ طبیعت میں جوش اور من میں امنگ پیدا ہوتی ہے۔ یہ زمانہ مقابلہ کا ہے۔ اگر آج بھی حسد اور بغض سے نہیں ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ رشک اور غیرت سے مستقل مزاجی اور صبر سے۔ ایمان امید اور محبت سے خدا سے دعا مانگ کر کمر ہمت باندھ کے نہ اٹھینگے تو بھلا اور کب اٹھینگے؟ نپولین سے بہادر اور مدبر اور ناچیز مکڑی کی مستقل مزاجی اور محنت اور مشقت کا نمونہ اپنے سامنے رکھتے ہوئے۔ خداوند مسیح کے اس وعدہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے "کہ جو کچھ تم میرے نام سے چاہو گے میں وہی کرونگا" اگر ہم کچھ کریں تو ناممکن ہے کہ ہم جو کچھ چاہیں اور خداوند مسیح کے نام سے باپ سے مانگیں اور وہ نہ کرے۔ صرف ایمان شرط ہے۔ اور "شک نہ لائیے" "اپنی کمزوری" اور "مسیح کا زور" ان دونوں کو سامنے رکھے اور کوشش کرے تو کیا مجال آدمی کسی کام میں ناکامیاب ہو۔ اپنی لغت میں سے لفظ ناممکن کو نکال ڈالنا چاہیئے۔ جو بات انسان کے سامنے "ناممکن" ہے وہ خدا کے سامنے "ممکن" بلکہ آسان ترین ہے ✦

سینٹ جانسن کرسچن ہوسٹل آگرہ

یہ ہوسٹل خاصکر مسیحی لڑکوں کی تعلیم اور رہائش کے لئے آگرہ (یو۔پی) میں قایم ہے اور ہر امر میں روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ طلبا کی جسمانی اخلاقی اور روحانی بہبودی کا خیال ہمیشہ مدنظر ہے۔ مدعا اس ہوسٹل کا یہ ہے کہ ہندوستانی مسیحی لڑکے نیک اور پرجوش مسیحی جوان بنیں۔ اُن کی زندگیاں ہندوستانی کلیسیا کا فخر اور خداوند کے جلال کا بڑا بھاری وسیلہ ہوں۔ اور یہاں سے پڑھ لکھ کر اور اخلاقی و روحانی تعلیم نہ صرف کتابی بلکہ عملی طور پر پاکر کلیسیائی میدان میں نکلیں اور مسیح کی خاطر ہندوستان کو فتح کریں۔ ان سارے بڑے بڑے مدعا کو زیر نظر رکھتے ہوئے مدرسہ ہذا کا وارڈن اور دیگر اساتذہ شب و روز طلبا کے ساتھ رہتے اور اپنے کلام اور نمونوں سے ان کی تربیت کرتے رہتے ہیں۔ علاوہ بریں طلبا کے آرام اور صحت کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا ہیں۔ مثلاً عالیشان اور پرفضا مکان رہائش۔ برقی روشنی کھیلنے کا وسیع میدان۔ نہانے کا وسیع حوض۔ اور لائبریری۔ ریڈنگ روم۔ کلب گھر اور ڈسپنسری وغیرہ وغیرہ۔ غریب والدین اور سی۔ایم۔ایس کے کارکنوں سے فیس وغیرہ میں خاص رعائتیں کی جاتی ہیں۔ اس ہوسٹل کی سالانہ رپورٹ پر کسی وقت ریویو کیا جائیگا۔ اور وقتاً فوقتاً مزید حالات سے جیسا کہ وصول ہوتے رہیں گے واقف کیا جاتا رہیگا۔ اس ہوسٹل کے متعلق مزید حالات اُس کے وارڈن صاحب سے طلب کریں +

شیدائے صلیب کا انگریزی ترجمہ

جن اصحاب نے اُردو میں اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے وہ سوامی سندرسنگھ جی مہاراج کی سادہ عاشقانہ مسیحی زندگی اور کام اور اُن مکاشفات سے بخوبی آگاہ ہو گئے ہیں جو کیلاش نواسی مہرشی جی کے ذریعہ سے سوامی جی کو حاصل ہوئے ہیں۔ اس کتاب کے شایع ہونے کے بعد یہ امر بڑے زور کے ساتھ محسوس کیا گیا۔ اور اس کی بڑی آرزومندی کے ساتھ تحریک کی گئی کہ یورپ اور امریکہ کے اور ہندوستان کے انگریزی دان صاحبان کے افادہ اور فیض رسانی کی غرض سے اُس کا ترجمہ مولف صاحب انگریزی زبان میں بھی کریں۔ اس بڑے جانکاہ اور شفقت آمیز کام کو مولف نے ختم کر دیا اور A Lover of the Cross کے نام سے جو شیدائے صلیب کا لفظی ترجمہ ہے۔ وہ کتاب اب تیار ہو گئی۔ شیدائے صلیب کی بہ نسبت اُس میں کچھ اضافہ بھی ہے۔ یہ دونوں کتابیں ہماری نظروں سے گذری ہیں۔ وہ واقعی نہایت ہی قابل قدر۔ اور قلب کو پڑھتے پڑھتے بدن میں جوش پیدا کر دینے والی جسم پر قشعریرہ ڈالنے والی مسیح کا سچا اور محنت کش اور وفادار سپاہی بنانے والی مسیحیت کو مشرقی رنگ و ڈھنگ میں پیش کرنے اور پھیلانے والی کتابیں ہیں جس کام کو مسٹر زہیر نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور جس خلوص دلی اور محنت سے اُس کو انجام تک پہونچایا ہے۔ وہ قابل داد ہیں۔ واقعی

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

کا مصداق ہے۔ مشنری صاحبان اس کا مطالعہ اور ضرور کریں۔ کتاب باتصویر ہے۔ قیمت کپڑے کی جلد والی کی فی جلد ایک روپیہ اور سٹف کور کی ۱۰؍ ہے۔ سب وارڈن۔ سینٹ جانسن کرسچن ہوسٹل آگرہ (یوپی) سے درخواست پر مل سکتی ہے۔

نور افشاں میں ایک جگہ سوال آگیا ہے اسکو حل کیجئے

خدا کا ہر وقت شکر گذار ہونا لازم ہے

کیا آپ نے اس نعمت کا بھی کبھی احساس یا امتحان اپنے دل کے اندر کیا ہے؟ کیا خدا کا شکر کبھی کبھی یا جب موقعہ ہو تب ہی کرنا چاہیئے؟ نہیں بلکہ ہر روز حتیٰ کہ ہر گھڑی اُس کی ان نعمتوں اور برکتوں کے شاکر ہوتے رہنا چاہیئے۔ جو وہ ہم کو عطا کر چکا ہے۔ پیارے ناظرین اگر آپ میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا ہے تو فوراً ایسا کرنا شروع کر دیں۔ ورنہ پھر آپ بے دل ہو جاوینگے۔ قناعت اور صبر آپ سے جاتا رہیگا۔ دکھوں اور مصیبتوں سے مشتعل ہو جانے اور ان کی شکایت کرنے کی بجائے اپنی حاصل شدہ برکتوں پر بھی نظر ڈالیں اور شکر گزار رہیں اور اپنی تمام شکایتوں کو پس پشت پھینک دیں۔ یہ شاکرانہ طبیعت اور مزاج ایسا ہے جیسے کہ اپنی بتی سے دوسرے کی بتی جلا دینا۔ ایسا کرنے سے اپنی روشنی میں سے کچھ گھٹ نہیں جاتا اور دوسرے کو بھی نور مل جاتا ہے۔

سرکاری مراسلہ

مسلمان اور دیگر ایسے اشخاص کی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے جو مذہبی نقطۂ خیال یا دیگر وجوہات سے جنگی قرضہ میں بلا سود روپیہ دینا چاہتے ہیں انتظام کر دیا گیا ہے کہ ایسے اشخاص کو درخواست کرنے پر ”بلا سود“ نقد سرٹیفکیٹ مل سکتے ہیں۔ ”بلا سود“ سرٹیفکیٹ کے خریداران کو اپنا روپیہ واپس لینے کی درخواست پر اصل بلا سود واپس دیا جائیگا۔

معنی خیز اور پرنصیحت مضامین پبلک کے فایدہ کی خاطر لکھ کر نور افشاں میں شایع کرنے کیلئے بھیجئے

صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں متی ۱۰/۳۴

عیسوی اور محمدی مناظرہ

اس پر معترضین نے بہت کچھ اعتراض کئے ہیں اور اپنے اپنے خیال کے مطابق بہت کچھ لکھا ہے۔ اگر صاحبان معترض اس آیت کو غور سے پڑھیں اور تعصب کو دور کر کے انصاف سے کام لیں تو اس کا مطلب ایسا عام فہم ہے۔ جو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہاں تلوار چلانے سے مراد روحانی تلوار ہے۔ اور یہ وہ صداقت ہے جو آجکل بڑی زور شور سے ظاہر ہو رہی ہے۔ یعنی ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت عموماً اشخاص اپنے والدین و اہل و عیال و عزیز و اقارب وغیرہ چھوڑ کر اس سچے مسیحی مذہب میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور یہ ہمارے خداوند مسیح کا قول ہے۔ لیجئے یہ معمہ جس کو ہمارے بھائیوں نے محض ایک ہٹ دھرمی کے ساتھ بڑا کر رکھا تھا حل ہو گیا۔ شاید اب بھی کوئی صاحب یہ اعتراض کریں کہ کیا حل ہوا تو معلوم ہو کہ تلوار چلانے سے مراد یہی ہے کہ مسیح کی خاطر اپنے عزیز و اقارب وغیرہ چھوڑنا سو وہ قول خداوند مسیح پورا ہوا **صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں** یہاں پر ظاہری تلوار سے مراد نہیں ہے جیسا کہ اکثر خیال کرتے ہیں۔ روحانی تلوار سے مراد ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ آئیے ہم آپ کے سامنے ایک زندہ مثال پیش کرتے ہیں۔ معلوم ہو کہ میں نو مسیحی ہوں مجھ کو مسیحی مذہب اختیار کئے ہوئے صرف ۴ ماہ کا عرصہ گزرا ہے۔ میرے مسیحی مذہب اختیار کرنے کا حال جس وقت والدین (والدین میرے دہلی میں رہتے ہیں اور تجارت کا کام کرتے ہیں) کو معلوم ہوا۔ تو پہلے ترغیب و کوشش کی گئی کہ یہ مذہب چھوڑ دیا جائے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی دوسرا تھا۔ اگرچہ جب شریعت محمدیہ نکاح وغیرہ ساتھ ہی فسخ ہوا اہل و عیال سب چھوٹ گئے اور یہاں تک مجھ کو سخت تکلیف بھی دی گئی جس کا یہاں پر لکھنا میں ایک طوالت سمجھتا ہوں۔ بعد مجبوری میرے والد صاحب نے تحریر کیا کہ دیکھو تمہارے اہل و عیال چھوٹتے ہیں ان پر رحم کرو جس کا میں نے یہ جواب دیا۔ کہ اگر میری اہلیہ مسیحی مذہب اختیار کرنے پر رضامند ہو تو میں حاضر ہوں۔ اور اگر آپ ان کی محبت دیکھ کر مجھ کو بلانا چاہتے ہیں تو کار دارد۔ میں اس مضمون پر زور دینا نہیں چاہتا ہوں۔ چونکہ مجھ کو دوسرا لکھنا ہے۔ لہذا میں اس مضمون کو ختم کر کے ناظرین کو اصل مضمون پر متوجہ کرتا ہوں۔ معلوم ہو بمبئی کے اندر جو کہ انجمن **ضیاء الاسلام** کے نام سے مشہور ہے جس کے سکرٹری مولوی عبدالروف صاحب ہیں ہمیشہ جمعہ کی شب کو بغرض مذہب اشاعت الاسلام لکچر وغیرہ دیتے رہتے ہیں جس میں دیگر مذہب کے اشخاص بھی جاتے ہیں۔ مناظرہ وغیرہ بھی ہوتا ہے۔ بتاریخ ۱۴ اپریل ۱۹۱۶ء بروز جمعہ شب کو جناب پادری ایچ آر والٹر صاحب بھی تشریف لے گئے۔ آپ بمبئی میتھوڈسٹ ایم۔ ای مشن کے ہندوستانی پاسٹر ہیں۔ علاوہ مسیحی مذہب کے دیگر مذاہب کی اچھی معلومات رکھتے ہیں۔ چنانچہ پادری صاحب نے انجمن میں جا کر یہ سوال کیا کہ میں عیسے علیہ السلام کی وفات کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ قرآن شریف نے اس معاملہ میں کیا فیصلہ کیا ہے۔ مولوی عبدالروف صاحب نے قرآن شریف سے سورۃ النسا پ ۶ ع ۲ آیت ۵۰ میں نہایت صفائی سے فیصلہ کر دیا کہ

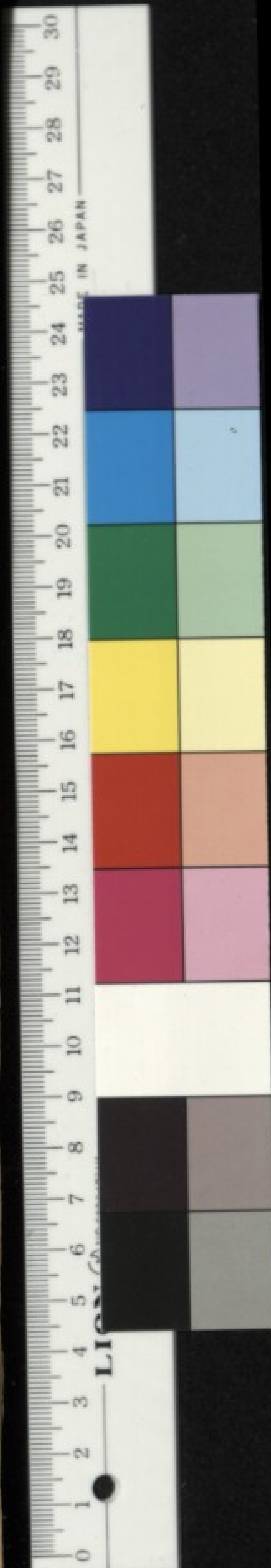
ترجمہ:- ان کے اس کہنے کی وجہ سے ہم نے مریم کے بیٹے عیسے مسیح رسول خدا کو قتل کر ڈالا اور نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ سولی چڑھایا۔ مگر ان کو ایسا ہی معلوم ہوا۔ یقیناً ان لوگوں نے قتل نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ **پادری صاحب**:- قبل از وفات مسیح اس امر کا فیصلہ ہو جائے کہ انجیل مقدس توریت شریف دیگر صحیفہ انبیا کرام کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔

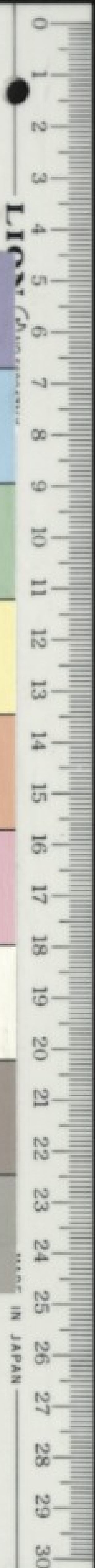
مولوی صاحب:- ہم ان کو ضرور خدا کا کلام مانتے ہیں۔ مگر آجکل جو کہ انجیل مروجہ و دیگر صحیفہ انبیا کرام ہیں ان میں غلط ملط موجود ہے اس وجہ سے ہم ان کو بمقابل قرآن شریف نہیں مانتے۔

پادری صاحب:- آپ کے اس جواب نے مجھ کو بہت کچھ موقعہ دیا ہے کہ میں یہ معلوم کروں کہ وہ کون سا ایسا مقام ہے جہاں غلط ملط موجود ہے۔ بلکہ ہم کو قرآن شریف کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک آیت سے دوسری آیت کی نفی ثابت ہوتی ہے۔

مولوی صاحب:- میں بھی ان آیت کو دیکھنا چاہتا ہوں جن پر آپ نے اعتراض کیا ہے۔ قبل اس کے میں آپ کو وہ مقام بتاؤں کہ جہاں پر غلط ملط موجود ہے۔ دیکھو کتاب استثنا اس کے ۳۴ باب موسے کے لکھے ہوئے معلوم نہیں ہوتے ہیں ۳۳ اور ۳۴ کسی دوسرے کے لکھے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی کتاب یشوع ۲۳ باب کا مصنف یشوع معلوم ہوتا ہے۔ اور ۲۴ باب کا مصنف دوسرا ہے۔ دیکھو کتاب یشوع ۲۴/۲۹

اور ایسا ہوا بعد ان باتوں کے نون کا بیٹا یشوع خداوند کا بندہ جو ایک سو دس برس کا بوڑھا تھا رحلت کر گیا اور انہوں نے اس کی





میراث کے سوا نے میں نشت سرح میں جو کوہستان افرائیم میں کہ جس کی اتر کی طرف ہے اُسے دفن کیا۔ بغور ملاحظہ ہو۔ اور ایسے ہی بہت سے مقامات عہد عتیق کے اندر بھی موجود ہیں۔ جن کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔

پادری صاحب۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ جن باتوں کے متعلق آپ نے دعوے کیا ہے وہ بے شک دوسرے کے لکھے ہوئے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے وہ شخص جس نے یہ باب لکھے ہیں آیا وہ شخص صاحب الہام ہے یا نہیں۔ اگر آپ کو معلوم نہیں ہے تو میں آپ کو بتائے دیتا ہوں۔ دیکھو کتاب استثنا باب ۳۴: ۹ کتاب یشوع باب ۱: ۱ و ۲ جب خداوند کا بندہ موسیٰ مر گیا تو یوں ہوا کہ خداوند نے نون کے بیٹے یشوع کو جو موسیٰ کا خادم تھا خطاب کر کے فرمایا کہ میرا بندہ موسیٰ مر گیا تو اب اٹھ اور اس یردن پار اس ساری قوم سمیت اُس سرزمین کو جو میں انہیں یعنی بنی اسرائیل کو دیتا ہوں۔ تو جا۔ اس سے ظاہر من الشمس ہو گیا ان آیتوں کا مصنف عام شخص نہیں ہے۔ بلکہ وہ شخص ہے جس کو خدا نے بعد موسیٰ کے نبی قرار دیا ہے۔ اور ایسے ہی آپ کے دوسرے سوالوں کا جواب ہے۔ البتہ تناسخ اور اختلاف اس کو کہتے ہیں لا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ۔ ترجمہ:۔ خدا کافروں سے قیامت کے دن بات نہ کریگا۔ پھر لکھا ہے۔ فوربک لنسئلنھم اجمعین۔ ترجمہ۔ تیرے رب کی قسم ہم ضرور ان سے سوال کرینگے۔ ان کے اعمال کی بابت۔ دوسرا اختلاف انی متوفیک و رافعک الی۔ ترجمہ۔ اے عیسٰے میں تجھے ماروں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ پھر لکھا ہے۔ ما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبہ لھم۔ ترجمہ۔ عیسٰے کو مارا اور نہ سولی دی مگر ان کو شبہ پڑ گیا۔ پہلی آیت مسیح کی موت اور عروج کے اثبات میں ہے۔ دوسری آیت صلیب کا انکار کرتی ہے۔ اور شبہ کی تہمت لگاتی ہے۔ دوسرے قرآن شریف میں یہ ذکر کہیں نہیں ہے کہ مسیح کیونکر مرا۔ ایسے ہی بہت سی آیات ہیں جن میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

مولوی صاحب۔ افسوس آپ قرآن شریف کی عبارت نہیں سمجھتے دعوٰی یہ کہ میں عربی عبارت سے اچھی مہارت رکھتا ہوں جن کو آپ اپنی عالی دماغی سے اختلاف سمجھے ہوئے ہیں وہ اختلاف نہیں ہے۔ اگر آپ بغور مطالعہ فرماتے تو یہ اختلاف جو کہ آپ کے دل میں جاگزیں ہیں خود ہی کافور کی طرح پگھل جاتے۔ اور آپ کا دل مثل آئینہ روشن ہو جاتا۔

پادری صاحب۔ جناب مولانا صاحب آپ کی اس مسلسل تقریر نے بہت کچھ میرے دل میں جوش پیدا کر دیا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ اپنے دعوے نبوت کو حد تک پہونچا دوں۔ مگر قطع نظر اس کے میں اس مضمون کو گذشتہ ہفتہ پر چھوڑتا ہوں۔ اور آپ کو اپنے اصل مضمون کی طرف لا کر اس امر کا ملتجی ہوں کہ جب قرآن شریف نے دعوے کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ تو یہ بیان خود قرآن شریف کے دوسرے بیان کے مطابق نہیں۔ دیکھو سورہ مریم ع ۱ آیت ۱۵ میں زکریا کے بیٹے یوحنا کے متعلق ایک برکت کا ذکر ہے۔ ترجمہ۔ اور اس کو خدا کی امان جس دن پیدا ہوا اور جس دن مریگا۔ اور جس دن زندہ اٹھا کھڑا کیا جائے گا۔ اس برکت سے صاف ظاہر ہے۔ (۱) یوحنا پیدا ہونے والا تھا (۲) بعد اپنی پیدائش کے وہ مرنے والا تھا۔ اور (۳) بعد موت کے وہ زندہ کھڑا ہونے والا تھا۔ دوسرا مقام دیکھو سورہ مریم ع ۲ آیت ۳۳۔ ترجمہ۔ مجھ پر خدا کی امان جس دن پیدا ہوا اور جس دن میں مرونگا۔ اور جس دن زندہ کھڑا کیا جاؤنگا۔ یہ برکت کے الفاظ جو عیسٰے علیہ السلام کے خود کہے ہوئے ہیں ٹھیک وہ ہی ہیں جو اسی سورت میں یوحنا کی بابت استعمال ہوئے ہیں۔ اب چونکہ الفاظ وہ ہی ہیں لہٰذا معنی بھی وہ ہی ہونگے۔ یعنی یسوع پیدا ہونے والا تھا۔ دوسرے بعد پیدائش کے مرنے والا تھا۔ اور تیسرے بعد موت کے وہ زندہ کھڑا ہونے والا تھا۔ اب اگر مسیح نہیں مرا تو یہ الفاظ سورۃ النساء کے موافق کیسے درست ہوں گے۔ دوسرا ایک اور امر قابل غور ہے۔ علماء اسلام بیان کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام قرب قیامت تشریف لاوینگے۔ اور قریب ۴۰ برس تمام زندہ رہیں گے۔ اور شریعت محمدیہ کے پابند ہو کر آئیں گے۔ آہ اس میں بہت بڑا اعتراض تو رب العالمین پر عاید ہوتا ہے کہ وہ انصاف نہیں بلکہ ظلم کرتا ہے۔ جیسے تو ایک شخص کو صاحب شریعت روانہ کیا تھا۔ اور اب دوسرے شخص کا ماتحت کر کے روانہ کیا (دوسرا الزام مسیح علیہ السلام پر آتا ہے) ایسی اُن سے کیا غلطی سرزد ہوئی جو شریعت موصوف ان سے لے لی گئی۔ اور شریعت محمدیہ کے پابند کر کے روانہ کئے گئے۔ خیر اس سے ہمیں کچھ سروکار نہیں۔ اب میں اپنے انصاف پسند مولانا سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جبکہ عیسٰے علیہ السلام تشریف لائیں گے تو اس آیت کا کیا ترجمہ کرینگے۔ جہاں کہ مرقوم ہے کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح

جو رسول خدا تھے قتل کر ڈالا۔ اور نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ سولی چڑھایا۔ مگر اُن کو ایسا ہی معلوم ہوا۔ یقیناً اُن لوگوں نے قتل نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے اُن کو اپنی طرف اٹھا لیا دیکھو۔ چونکہ اُس وقت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف فرما ہوں گے۔ قرآن شریف اُن کو آسمان پر اُٹھا رہا ہے۔ مہربانی فرما کر کافی جواب دیجئے۔ پادری صاحب کی یہ پر جوش کچھ ایسی تقریر تھی کہ باوجودیکہ ہزارہا مسلمان موجود تھے۔ جن میں بعض بعض اپنے آپ کو رسطو زماں سمجھتے ہیں مگر سب یکا یک سکوت کے عالم میں ہو گئے۔ کچھ دیر بعد مولوی عبدالرؤف صاحب نے بڑی پیچیدگیوں سے فرمایا جسکا یہاں پر بیان کرنا محض ایک مغز خراشی ہو۔ غرض یہ ہے کہ مولوی صاحب نے قبول کر لیا اور نیز یہ کہا کہ ہمیں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے کچھ غرض نہیں اور نہ قرآن شریف میں بتلایا گیا ہے۔ کہ کب آپ کی وفات ہوگی۔ حالانکہ انجمن ضیاء الاسلام میں بکثرت مسلمان تھے۔ اور بہتوں نے مان لیا اور خصوصاً مولوی صاحب نے بھی مان لیا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے۔ یہ ایک ایسی خوشی ہے کہ جس کا شائع کرنا ہمارا پہلا فرض ہے۔ خدا تعالےٰ ہمارے بھائی مسلمانوں کو جو کہ بھٹکے بھٹکے پھرتے ہیں راہ راست پر لائے آمین۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا

حافظ۔ قمر الدین۔ نیا مریہ۔ میتھوڈسٹ
ایم۔ ای مشن بمبئی۔ بمبئی بلڈنگ۔

نور افشاں میں ایک سوال دیا گیا ہے کیا آپ بتلا سکتے کہ وہ کس صفحہ اور کالم میں درج ہے اور ساتھ ہی اُسکا حل بھی لکھکر روانہ کیجئے۔ ایڈیٹر

سمر سکول جالندھر شہر

از ابتدائے ۱۶ اپریل لغایت یکم مئی ۱۹۱۶ء

ضلع جالندھر کے کارندے جو قریباً ۱۸ کس مرد اور اُن کی بیبیاں معہ بچوں کے بجگہ پادری یو۔ ایس۔ جی جونس صاحب بہادر فراہم ہوئے اور خداوند کے فضل سے یہ سمر سکول روحانی تازگی اور آسمانی برکتوں کا باعث ہوا جبکہ نہایت مہربان مدبر اور روحانی مزاج پادری جونس صاحب اور اُن کی ہر دلعزیز میم صاحبہ محبت سے معہ اس سکول کے منتظم تھے۔

پروگرام حسب ذیل تھا۔

صبح ۶½ سے ۸ بجے تک دعائیہ جلسہ ہوتا تھا جو باری باری سب کارندوں نے کرایا۔ اور ۹ بجے سے ۱ بجے تک صبح اور بعد دوپہر ۲ بجے سے ۴ بجے تک پڑھائی ہوتی رہی۔ کل کارندوں کی ۳ جماعتیں بنائی گئیں۔ اور ایک زنانہ جماعت بیویوں کی بنائی گئی تھی۔ جن کی تعلیم دینے والے حسب ذیل تھے

(۱) پادری جونس صاحب۔ اول جماعت انگریزی بائبل جماعت دویم و سویم اردو بائبل۔

(۲) پادری نپٹدیاس صاحب۔ جماعت دویم و سویم کو مسیح کی دوبارہ آمد کے نشان نبوتوں سے زمانہ حال کے ساتھ مقابلہ اور موجودہ جنگ کا مقصد۔ بائبل سے موافقت۔

(۳) مسٹر سی کیمون صاحب۔ بائبل سٹڈی جماعت میں ۔

(۴) منشی جمال الدین صاحب محمدی مذہب جماعت سویم

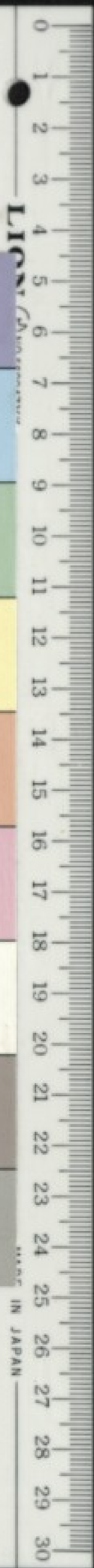
(۵) ماسٹر سندر سنگھ صاحب جماعت سوم کو مناد کی خدمت اندرونی اور بیرونی یعنے کلیسیا میں اور غیر قوموں میں۔

(۶) بندہ راقم حروف جماعت سوم کو قدیم تواریخ اور قدرے ہند و مذہب۔

(۷) جناب میم صاحبہ جونس صاحب اور مسز جیکسن صاحبہ کئی ایک قسم کی تعلیم و دیگر کام وغیرہ گویا یہ ایک لیبیا قسم کا بندوبست صاحب بہادر نے کیا کہ ہم سب خود پڑھتے بھی رہیں اور دوسروں کو پڑھاتے بھی رہے۔ یہ تعلیم کا سلسلہ برابر ہر روز ۶ گھنٹہ متواتر ہوتا رہا۔

سنیچر کے دن نصف دن تعلیم ہوتی اور بعد دوپہر ۳ بجے صاحب بہادر اور جناب میم صاحبہ بڑی فراخدلی محبت اور خوشی کے ساتھ سب کارندوں کو معہ مستورات و بچوں کے ٹی پارٹی جن میں چائے کیک اور مٹھائی وغیرہ ہوتی تھی دعوت دیتے رہے۔ جو دو دفعہ دعوت عام دیگئی۔ اور ایک دفعہ خاص طور پر سپرنٹنڈنٹوں کو دی گئی تھی۔ بعد چائے نوشی عورتوں اور مردوں کا علیحدہ علیحدہ کھیل ہوتا تھا جس میں بہادرانہ محبت ایک دوسرے سے نمایاں ہوتی تھی ہر روز رات کو ۸ بجے سے ۹ بجے تک کانفرنس مردان کی ہوتی تھی جس میں مختلف قسم کے مضامین پیش ہوتے جو بعد بحث مباحثہ کے اتفاق رائے سے فیصل ہوتے۔

ہر اتوار کی شام تمام کارندوں کی دو پارٹیاں بنائی جاتی تھیں۔ ایک پارٹی دیہات میں اور ایک شہر میں جاکر منادی کرتی تھی۔ اس سال کوٹ کلسو میں بھی منادی کیگئی۔ جہاں پر پیشتر اس کے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ یہ کوٹ آریہ صاحبوں کا اور پادری نپٹدیاس صاحب کا جنم استھان ہے۔ کوٹ کے اندر بڑے زور شور کے ساتھ بھجن زبور گائے گئے۔ پھر باری باری پانچ اشخاص نے انجیل شریف کی منادی کی۔ اور مسیح مصلوب اُن کی آنکھوں کے سامنے دکھایا گیا۔ تمام باشندگان کوٹ پر ایسی حیرت



بھائی کہ کسی شخص کو چوں کرنیکی جرات نہ ہوئی بجز ایک دیسی آریہ ڈاکٹر نے چند معمولی سوال کئے جنکا خاطر خواہ جواب پادری نپٹ یا اس نے دیا۔ تمام ایام سرسکول خوشی خوشی اور بڑی محبت سے ختم ہوئے۔ خاصکر رخصت کے دن صبح کی دعائیہ میٹنگ کے بعد جب چند بھائیوں نے ایک دوسرے سے معافی مانگی۔

یہ ایک عجیب سنجیدگی اور انکساری کا محبت آمیز سماں تھا جس میں ہر ایک کے دل باغ باغ ہوگئے اور سب کے چہرے گل شگفتہ کی طرح خندہ لب نظر آتے تھے۔ جبکہ ایک دوسرے نے آپس میں رخصت کے وقت ہاتھ ملائے۔ اور آپس میں دعائے خیر دیکر اپنے اپنے قیامگاہ کو واپس ہوئے ہماری دعا ہے کہ خداوند یسوع مسیح اپنے بخشش فضل و رحم سے ہر ایک کارندہ کے دل کو روح القدس سے بھر دے۔ تاکہ سرگرمی کے ساتھ روحوں کو جیت لیویں۔ اور خدا باپ اور بیٹے کا جلال زیادہ سے زیادہ ان کے ذریعہ سے ظاہر ہووے۔ آمین

ایس لٹا سنگھ آہلو والیہ۔

ریاست جیپور میں نئے گرجہ کا کھولا جانا

ماہ گذشتہ کی ۱۳ تاریخ کو جے پور میں پریسبٹری کے موقعہ پر ہماری مشن کے یعنے راجپوتانہ کے تمام شہروں کے سب مشنری صاحبان۔ پاسٹر صاحبان اور ایلڈر صاحبان حاضر ہوئے تھے۔ پریسبٹری کے پیشتر یعنے ۱۱ تاریخ اتوار کے روز بوقت صبح گرجہ گھر مذکورہ بالا بدست پادری ڈاکٹر جیمس سمرویل صاحب کھولا گیا۔ پادری میکالسٹر صاحب اجمیر نے اسلاطین سے سلیمان کی تعمیر شدہ ہیکل کے کھولے جانے کا مضمون پڑھا۔ اور پادری یوحنا مسیح المدعہ نے وعظ کیا۔ اور ڈاکٹر سمرویل صاحب ممدوح نے جو اس جلسہ کے ہادی تھے اس نئے گرجہ گھر کو کھولا۔ مختصر ورس جو آپ نے اس موقعہ پر دیا اس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ یہ نیا گرجہ گھر خدا کا شکر ہو کہ اس کی عبادت کے لئے آج مخصوص ہوتا ہے۔ واجب ہے کہ ہم مسیحی اس کو اپنے باپ کا مقدس گھر جانیں اس میں حاضر ہو کر اس کی عبادت میں لگے رہیں۔

یہ ہمارا دلی شوق ہو۔ اُس کے حضور میں حاضر ہونا اپنی سعادتمندی تصور کریں۔ اور خدا کے گھر کی ہم بڑی قدر اور تعظیم کیا کریں۔ کیونکہ یہ گھر ہم کو بڑی برکتوں کے بخشنے اور بہتوں کی نئی پیدائش پانے کا ایک خاص وسیلہ ہے۔ نہایت ہی پر رونق جلسہ ہوا کلیسیا کے شرکا اور باہر سے مسیحی بھائیوں کے علاوہ بہت سے اہل شہر اس موقعہ پر حاضر ہوئے تھے۔ جس سے تمام جگہیں پُر ہو گئیں۔ سب کے دلوں کی خوشی ان کے چہروں سے ظاہر ہوتی تھی۔

تاریخ ۱۲ اپریل بروز سوموار بوقت شام ایک عام جلسہ گرجہ گھر میں فراہم ہوا۔ اُس وقت بشارتی دوروں کی رپورٹیں جگہ جگہ سے حاضر شدہ ایلچیوں نے جلسہ میں سنائیں۔ یہ کیا ہی مبارک موقعہ تھا جبکہ مسیحی احباب اپنی اپنی بشارتی مہم کی کامیابی کی رپورٹیں سنا رہے تھے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ خدا نے کیسے عجیب طور سے اپنے خدمت گزاروں کی اس کام میں مدد کر کے بڑی کامیابی بخشی ہے۔ ہزاروں آدمیوں نے کلام سنا۔ سینکڑوں مذہبی کتابیں اور رسالے فروخت کئے گئے۔ کئی لوگ متلاشی ہوئے۔ اور کئی ایک بپتسمہ ہوئے۔

جودھپور کی رپورٹ جو بزرگ پادری صاحب ڈاکٹر جیمس سمرویل صاحب نے اور راقم مضمون ہذا نے دی وہ یہ ہے۔

اس موقعہ پر ہم نے گو بشارتی کام کئے تو بھی کوئی خاص دورہ نہیں کیا۔ تو بھی کلیسیا کو خصوصیت (؟) پر صاحب موصوف نے تعلیم دے کر تیار کیا کہ وہ اپنا مسیحی فرض خاص طور سے پہچانے اور اس پر عمل کرے۔ اس کے بعد صاحب ممدوح اور میں مارواڑ کے اس سمت کو روانہ ہوئے جو گوڑواڑ کے نام سے کہلاتا ہے۔ خاص دو مقاصد مدنظر تھے۔ اول اُس کلیسیا اور اس کے شرکا کو سنبھالنا جو عرصہ تین سال سے اس طرف قائم کیگئی ہے۔ اس وقت یہاں بھائی جگن لال کام کرتے ہیں۔ کلیسیا کے شرکا ۲۹ گاؤں میں منتشر ہوکر رہتے ہیں۔ ان سب گاؤں میں کہیں ایک کہیں دو اور کہیں تین گھرانے رہتے ہیں۔ صاحب کے ساتھ میں نے اس وقت ۱۸ گاؤں میں دورہ کیا دورہ ۱۹ دن میں ختم ہوا۔ اتنے گاؤں میں ہم نے سب عیسائی خاندانوں کو سنبھالا۔ ہر ایک خاندان کے ساتھ صاحب موصوف نے ہر گاؤں میں عبادت کی اور اُن کو مسیحی تعلیم دے کر ایمان میں مضبوط کیا۔ اس وقت دو نئے بپتسمے ہوئے۔ ایک ماں اور ایک جوان بیٹے کا جو کوشیلاو گاؤں میں رہتے تھے۔ علاوہ بریں جس گاؤں میں ہم گئے وہاں منادی غیر اقوام میں بھی کی۔ اور ہزاروں آدمیوں کو کلام سنایا گیا۔ اچھی کامیابی ہم کو نظر آئی۔ کیونکہ بہت لوگ کلام سننے آیا کرتے تھے۔ کچھ رسالے اور کتابیں فروخت کی گئیں۔ اور بھائی جگن لال کا کام خود ظاہر کرتا ہے کہ بڑی کامیابی سے کیا جاتا ہے وہ انجیلی خدمت میں جو کچھ جانفشانی کرتے ہیں اُس پر خوش ہو کر خدا کا شکر بجا لاتے ہیں۔ راقم۔ رام نرائن از جودھپور۔

کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام دکھانا عمدہ

حرفتی کام بخانجات۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۷ء سے مقتصدہ پرائمری کی تین جماعتیں ایک **امریکن لیڈی** صاحبہ کی نگرانی کر دی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی طور پر ہو گیا ہے شرح خرچ خوراک معہ فیس طالب علم فی ماہوار گر ایک زمان سے ۲ ہوں فی کس ۳ ہوں عہ دھوبی اور کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر شاہ کرسی میز الماری وغیرہ نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہوتا ہے علاوہ ازیں چمڑہ کا کام مثلاً بوٹ گرگابی وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں۔ ...... کرلول ...... اک ...... ہدایات ہر ایک خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے فرمائیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ سے جاری ہے۔ اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے۔ اس کے متعلق وسیع اور عمدہ بورڈنگ ہوس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کرنے کے لئے ایک خوش وضع حوض عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں علاوہ بریں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے واسطے جلد پرنسپل کو درخواستیں بھیجیں +

المشتہر پرنسپل بیرنگ ہائی سکول
بٹالہ۔ ضلع گورداسپور

باغ دل

ایڈیٹر مسٹر محمد اسمٰعیل صاحب

چندہ سالانہ ۸ر اگر ۱۰ یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو ۱۲ر فی کاپی ہوا۔ المشتہر ای۔ ایم۔ ویری ڈی ڈی منیجر لودیانہ پنجاب۔

کرسچن بک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اردو اور پنجابی زبانوں میں امریکن ٹرکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی اور برٹش اینڈ فارن سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوتی ہیں فہرست کتب کیٹلوگ درخواست بھیجنے پر منیجر ای۔ ایم۔ ویری صاحب سے مفت منگوائیں۔

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اردو میں الہ آباد سے شائع ہوتا ہے اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں مسیحی ایڈیٹر کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۱۲ سے ۷ تک ہے نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی فتحپور ہسوا یوپی سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک ۲ روپے
ہندوستان و پنجاب سے معہ 〃 ۳ روپے
غیر ممالک سے 〃 ۴ روپے ۸ آنے
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجاوے گی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸ر	ے	۲عہ
چوتھائی کالم	ے	۲عہ	عہ
نصف کالم	۲عہ	عہ	۲ہ
پورا کالم	عہ	۲ہ	ہ
پورا صفحہ	ہ	۲ہ	۱۰ہ

ہر ایک دفعہ کیلئے فی سطر ۳ر کے حساب سے کم کسی اشتہار کیلئے نہ لیا جائیگا

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں +

تیل واسطے زخم ۱۲ر

تیل ہر قسم کے زخم پھوڑا پھنسی داد چنبل اور کھجلی کے لئے انسان ہو یا جانور یکساں فائدہ کرتا ہے مجرب ہے قیمت فی شیشی ایک اونس ۱۲ر دو اونس ۱ر شیشی۔

سرمہ واسطے روہا آنکھ

ایک ہی دن میں فائدہ کرنے والا نہایت عمدہ قیمت ہے قیمت ایک تولہ ۸ر۔ المشتہر ڈاکٹر ای۔ نیوٹن او بیٹ ایم۔ ڈاکخانہ لکھن پور۔ سرگجہ سی پی

نصیحت خیز کہانی

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ تھا جو اپنے وزیر سے بڑی محبت رکھتا تھا۔ ایک دن بادشاہ نے خوش ہو کر وزیر سے کہا جو کچھ تو مجھ سے مانگے میں تجھے اپنی آدھی بادشاہت تک دیدونگا۔ اب ذرا غور کیجئے۔ وزیر نے کیسی دانائی برتی۔ بادشاہ کی صرف ایک ہی بیٹی تھی۔ وزیر نے سوچ بچار کر کہا۔ بادشاہ سلامت آپ صرف اپنی بیٹی سے میری شادی کر دیں۔ بادشاہ نے اس کی یہ عرض منظور کر لی۔ اس کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر دی اور بہت سا جہیز بھی دیا۔ اور بادشاہ کی وفات کے بعد تخت و تاج کا وارث بھی بن گیا۔

آجکل اکثر لوگ دعا کیا کرتے ہیں کہ اے باپ خدا ہم کو یہ دے۔ وہ دے۔ لیکن ذرا عقل و فکر سے کام لو۔ اور اس سے صرف ایسی ایک چیز مانگ لو جس سے دو جہان کی برکتیں آپ کو خود بخود مل جائیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس کے بیٹے کو لے لو۔ تو آپ کو کسی چیز کی بھی احتیاج نہ رہیگی۔ یسوع کے بغیر اور کنگال تو ہم اسی وقت تک ہیں جب تک کہ بیٹا ہم سے دور ہے۔

نور افشاں کے لئے کتنے خرید پیدا کئے ہیں؟

پادری ای۔ ایم۔ ویری ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام وائیلی براون چھپا۔